بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال و جواب

کردستان کی علیحدگی کےریفرنڈم کے پس پشت کیاماجراہے؟

**سوال:** برزانی نے کردستان کے علاقے کی علیحدگی کے لیے ریفرنڈم کروانے پر کیوں اصرارکررہا ہے جبکہ اس ریفرنڈم کو علاقائی اوربین الاقوامی منظوری حاصل نہیں ہے؟ موجودہ حالات میں ریفرنڈم کروانا کیاخود کردوں کے مفادات کےخلاف نہیں ہے؟ اور اگر ریفرنڈم کروایا گیا اور اکثریت نے اس کو منظور کرلیا تو کیا اس علاقے میں ایک علیحدہ کردریاست قائم کرنا ممکن ہے؟ جزاک اللہ خیراً

**جواب:** کہاوت ہے کہ اگر حکمران اپنے ملک کےمفادکے خلاف کوئی فیصلہ کرتا ہےتو وہ ضرورکوئی ایجنٹ ہےاور یہ فیصلہ کسی اور ریاست کی جانب سےاس کےاپنے مفاد کی خاطر تھوپا گیا ہے۔۔۔۔۔ اور یہ کہاوت بڑی حدتک کردستانی علاقے کے حالات سے ملتی ہے، اس کی تفصیلی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے:

1- کوئی بھی باخبر سیاستدان سمجھتا ہے کہ کردوں کے لیے یہ کتنا مشکل ہےکہ ان کی اپنی علیحدہ ریاست بنے، بلکہ موجودہ بین الاقوامی حالات میں کرد ریاست کے قیام کی کوشش کردخطے کے مفاد کے لیےتباہ کن ہےاس میں نہ صرف سیاسی نقصان اوراخلاقی نقصان شامل ہےبلکہ مادی نقصان بھی ہےکیونکہ یہ مسئلہ صرف عراق کے کردوں کی ریاست کے قیام کا نہیں ہے بلکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ قیام ممکن بھی ہوجاتا۔۔۔

امریکہ نےعراق پر قبضہ کرلینے کے بعد جس حکومت کو قائم کیا تھا اس کو بریمردستورBremer Constitution کہتے ہیں ،اس حکومت نے عراق کو مختلف علاقائی وفاقی خطوں میں تقسیم کردیا تھا جن کا مرکز سے نازک وبرائے نام تعلق تھا جب تک کرد علاقے کا اقتدارمظبوط ومستحکم نہیں ہوگیا حتی کہ وہ وقت آیا کہ انتظام اور حکومت کے حوالے سےمرکز یعنی بغدادسے بھی زیادہ طاقتورہوگیا۔ کافراستعماری ممالک جب بھی مسلم ریاست پر قبضہ کرتے ہیں اس کو تقسیم کرنے کا بیج اور منصوبہ وہ اپنے ذہنوں میں بناکر چلتے ہیں اور صرف صحیح موقع و محل کی تلاش میں ہوتے ہیں اور یہ سب وہ اسلام اور مسلمانوں سےدشمنی و نفرت کی خاطر کرتے ہیں اور ہم نے اس سے قبل12 اگست 2014کو اس بات کوایک سوال کےجواب میں یوں بیان کیا تھا کہ:

"امریکہ 2003 میں عراق پر قبضہ کی شروعات سے ہی عراق کو توڑنے کے منصوبے پر کام کرتا چلا آرہا ہےاور دستوروحکومت جس کو پال بریمر نےقائم کیا تھا فرقہ واریت اور مکاتب فکر کی تقسیم پر بنیاد تھا جس کے تحت مختلف فرقوں اور مکاتب فکر کے لیے ریزرویشن رکھا گیا تھااور اس نے ان کو صدر، پارلیمنٹ کا قائد اور وزیراعظم کے عہدوں کے درمیان تقسیم کیا گیا تھا۔ چونکہ وزیراعظم کے پاس (ایگزیکٹو اتھارٹی) قوت نافذہ ہوتی ہے اور بریمر نے اس عہدے کو فرقہ واریت کےلیے بنا رکھا تھاچنانچہ یہ دیگر عناصر کو اشتعال دلانے اوربھڑکانے کا عہدہ بنا ہوا تھا اور دستور کی کاپی خود بیان کرتی ہے کہ مختلف علاقوں پرمشتمل وفاقی حکومت ہےاور علاقوں کے پاس مستحکم اختیارات ہیں۔چنانچہ امریکہ اس صورتحال کو پیدا کرنے میں کامیاب ہوا ہے جس کے نتیجہ میں عراق کےٹکڑے کرنا آسان ہو جائے گا ۔۔۔"ختم

عملی طور پریہ کردعلاقہ ایک ایسی ریاست ہے جس کے پاس دوسری ریاستوں کے سفارت خانے اور اقوام متحدہ کی رکنیت موجود نہیں ہے۔۔اور عملاً کردستان کا علاقہ ایک ریاست کے اندرواقع دوسری ریاست ہےاور مرکزی ریاست سے بے تعلق ہے کیونکہ عراق کواس بات سےبڑی حد تک دورکردیاگیا ہےکہ وہ ایک متحدریاست کی شکل میں برقرار رہ سکے۔ چنانچہ ایسی صورتحال میں کرد علاقے کو عراق کے اندر ریاست بنے رہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خودعملی طور پر ایک ریاست ہے!۔۔۔اور جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ عراق کی سرحدوں کے اندر کردستانی علاقے میں ریاست کا قیام مسئلہ نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ عراق کے باہر دیگر کرد علاقوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہےبلکہ اگر اس علاقے میں کرد ریاست قائم ہوجائے گی تو یقیناً یہ واقعہ خطے میں واقع دیگر ممالک میں کردوں کو خودبخود ایک زبردست کردتحریک بپا کرنے کی طرف دعوت دے گا۔ چنانچہ کرد ریاست صرف کردستان کے علاقے تک محدود نہیں ہے۔ اگر ایسا کچھ واقع ہوا توشدید تکلیف کا باعث ہوگا بالخصوص امریکہ اور اس کے ترکی، ایران اور ملک شام میں موجود ایجنٹوں کے لیے، چنانچہ ہرایک سیاستدان اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کردریاست کا قیام کسی بھی طرح علاقائی اور عالمی صورتحال سےقابل قبول نہیں ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کرد سیاستدان ،جن میں البرزانی بھی شامل ہے، اس بات کو نہیں جانتے ہیں، بلکہ جیسا کہ اس سے قبل بیان ہواکہ موجودہ حالات میں کرد ریاست کو قائم کرنے سے سوائے معاہدوں کو تبدیل کرنے اوربے قابو تحریکوں کےبپاء ہونےکےعلاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگابالخصوص کردعلاقوں میں۔ ہم نے پہلے بھی کہا کہ نہ صرف کردوں کے لیے اخلاقی اور سیاسی طور پر تباہ کن ہوگا بلکہ مادی طور پربھی نقصان دہ ہوگا اوراسی وجہ سےموجودہ حالات میں برزانی کایہ فیصلہ خود اس کے ملک کے مفاد کے خلاف ہے۔۔اوریہ ہمارے بیان کا پہلا حصہ ہے۔

2۔جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ برزانی کے اس فیصلہ کے پیچھےکس ریاست کا ہاتھ ہے توان حقائق سے کہ یہ فیصلہ کس ریاست کے مفاد میں جاتا ہےتو اس کے واضح ثبوت موجود ہیں اور بتاناقطعی مشکل نہیں کہ یہ کون سی ریاست ہے۔ عراق سے علیحدہ ریاست کے قیام کےلیے امریکہ کےخلاف جاکر اس ریفرنڈم کا اعلان کرناجبکہ کردعلاقے کے اطراف امریکی پٹھو ریاستیں بھی مخالف ہیں تو یہ اعلان برزانی کی جانب سے ہرگز نہیں جاری کیا جاسکتا ہےاور وہ تنہاء علاقائی اور عالمی طاقتوں کی مخالفت کا سامنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہےسوائے اس صورت میں کہ کوئی بڑی ریاست اس فیصلے کے لیےبرزانی کی پشت پناہی کررہی ہو ۔کردستان کا پوراعلاقہ ان ریاستوں کے سامنے کھڑے ہونے کے لیےنہایت کمزورہےبالخصوص امریکہ کے سامنے جو پورے عراق کو کنٹرول کرتا ہےاور جیسا کہ ہم نے کہا کہ اس ریاست کی نشاندہی کرنا مشکل نہیں ہے تو یہ بڑی ریاست برطانیہ ہے جو اس کے پشت پر ہے اور اس کو یہ فیصلہ لینے پر ہدایت و تعاون دے رہا ہے۔ برزانی کے خاندان کے تعلقا ت برطانیہ کے ساتھ خلافت عثمانیہ کے دور سے رہے ہیں اور برزانی کو یہ رشتہ وراثت میں اس کے باپ مصطفی ملا برزانی سے حاصل ہوا ہےاوراس سے قبل اس کے چچااحمد برزانی اور ان دونوں سے قبل عبدالسلام برزانی جس نے عثمانی خلافت کے خلاف متشددمسلح بغاوت کی تھی جو 1909 سے 1914 کے درمیان برطانیہ کے کھلے تعاون سے ہوئی تھی۔ یوں اس خاندان کےبرطانیہ سے پرانےتعلقات ہیں اور ہم اس ریفرنڈم کے حوالے سے موقف جانچنے کی کوشش کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کا موقف اس ریفرنڈم کی حمایت میں تھا اور ظاہر تھا حالانکہ برطانیہ خفیہ مکاری اور دھوکے کے لیے جاناجاتا ہے۔مثال کے طور پربرزانی نے عراق میں برطانوی سفیر فرانک بیکرسے24 اگست2017 کو ملاقات کی اوربرطانوی سفیر نے اس کو اپنے تعاون فراہم کیا ۔ کرد ویب سائٹ "Rudaw" نے24 اگست2017 کوان ملاقاتوں کی خبر کو شائع کیا تھا:"برزانی کی عراق میں برطانوی سفیر سے ملاقات کے دوران ، مہمان سفیر نےبتایا کہ اس کا ملک کردستان کے لوگوں کے حقوق کوسمجھتا ہے اور کرد علاقے کے صدر کی جانب سےریفرنڈم کروانے کے حوالے سےبرطانوی موقف کو واضح کیا"۔ سفارتی زبان میں "سمجھنے "کامطلب حمایت وتعاون ہے اور"برطانوی موقف کو واضح کیا" جبکہ دیگر کچھ ظاہرنہیں کیا گیا تو اس کا بھی مطلب تعاون ہےیعنی برزانی کے فیصلے کے متعلق برطانیہ کا موقف مثبت ہے بلکہ اس کے ساتھ تعاون کررہا ہےاور اس کو جمے رہنے کو کہہ رہا ہے حالانکہ امریکہ اورعلاقے کے دیگر امریکی نواز ممالک اس کی مخالفت میں ہیں۔۔

ایک اور مثال ، کردعلاقے کے خارجی تعلقات کےافسرفلاح مصطفی نے کردستان 24 کو بتایاکہ "برطانیہ ریفرنڈم کے خلاف نہیں ہےاور کردستان کی امنگوں کی مخالفت نہیں کرتا ہے"۔ مصطفی کا خطاب برطانوی سکریٹری آف سٹیٹ فار مڈل ایسٹ اینڈ نارتھ افریقہ (وسط یشیاء اورشمالی افریقہ کے لیےبرطانوی سکریٹری) السٹئر برٹ کی اربل میں کردافسران سے ملاقات کے بعد آیا ، اور یہ برطانوی سکریٹری اتوار کےروزاربل میں پہنچا تھا تاکہ کردستان کے افسران سے کئی موضوعات پر بات چیت کر۔کرد وں کا منصوبہ ہےکہ 25 ستمبر کو کرد علاقے کی عراق سے آزادی کے متعلق یفرنڈم منعقد کرایا جائے جو کرد علاقے کا خودمختارریاست کے قیام کی سمت پہلا قدم ہوگا۔(Kurdistan24 Arbil, 5/9/2017)

**اس طرح برطانیہ ہی وہ ملک ہے جو برزانی کے اس ریفرنڈم کے متعلق کئے گئے فیصلہ کی پشت پر ہے**

3۔ جہاں تک برطانیہ کے مفاد کا اس فیصلے سےتعلق ہےتو یہ ٹرمپ کے انتخاب اور برطانوی وزیراعظم تھریسا مے کا مبارک باد دینے کے لیے26 جنوری2017کو دوڑ کرواشنگٹن جانےکے بعد بننے والےصورت حال کے مطابق ہے۔ اس وقت ٹرمپ نے مےکی تعریف کی تھی جواب میں مے نے بھی ٹرمپ کی تعریف کی تھی البتہ دونوں کےاغراض ایک دوسرے سے الگ تھے۔جہاں تک ٹرمپ کی بات ہے تو وہ چاہتا تھا کہ برطانیہ یورپی یونین کو توڑنے کے لیے پورازورلگائےاورکوئی مکاری دکھائے بغیر یورپ کے ساتھ اپنا تعلق توڑلےاور اس کے ساتھ اپنی کوشش بھی کرے تاکہ یورپی یونین کے انتشار کا ماحول پیدا ہوجائےبالخصوص فرانس اور ہالینڈ میں جواس وقت الیکشن کے قریب تر تھے۔ البتہ تھریسا مےصرف یہ چاہتی تھی کہ اس کو ٹرمپ کے ساتھ تجارتی معاہدے ہو جائیں جس سے وہ یورپی یونین پر دباؤڈ ال کر برطانیہ کے یورپی یونین سے باہر نکلتے وقت برطانیہ کےلیے رعایت حاصل کرسکے۔اس دورے کے دوران ٹرمپ اور مے اپنے اپنے اغراض پر متوجہ رہے، مےنے برطانوی مکارانہ روایت کے مطابق اپنے پُرفریب طریقوں سے اپنے تجارتی اغراض کو چھپانے کی پوری کوشش کی لیکن ٹرمپ کی سفارتی ناتجربہ کاری اوراس کے افتتاحیہ بیان نے تھریسا مے کو اس اغراض کو چھپانے نہیں دیا۔

اس طرح جب یورپ کی حمایتی پارٹیاں ، ہالینڈ اور فرانس کے الیکشن میں جیت کر آگئیں اور اس کے ساتھ ہی جرمنی جو یورپی یونین کازبردست حامی ہےاور اس پراپنی کافی توجہ دیتا ہےتو اس سے ٹرمپ کو اندازہ ہوگیا کہ برطانیہ کی دلچسپی صرف تجارتی معاہدوں کو حاصل کرنے میں تھی اوراس نے یورپی یونین کو توڑنے میں اپنی کوئی توجہ نہیں لگائی جیسا کہ ٹرمپ چاہتا تھا۔ ان سب کےنتیجہ میں ٹرمپ کا ردعمل سامنے آیااوراس نے برطانیہ پر قطر میں"قطر کے خلیجی بائیکاٹ"کے ذریعے ضرب لگائی اور اس کے متعلق ہم نے اس سے قبل23جولائی2017کو ایک سوال کےجواب میں بیان کیا تھا کہ:

" برطانیہ کے حوالے سے: 21 جنوری 2017کو ٹرمپ کے آتے ہی برطانوی وزیراعظم تھریسا مئے کے 26 جنوری کوہونے والے امریکی دورے اور امریکہ کے ساتھ تجارتی معاہدے پر دستخط کرنے کی جلدی دیگر یورپین ممالک کےلیےبرطانیہ کی طرح یورپین یونین سے باہر نکلنے کے لیے ترغیب کے طور پر ایک اہم ماڈل تھا اور اس طرح برطانیہ نے امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرلیے تھے اور ٹرمپ انتظامیہ برطانیہ پر بڑی مہربان تھی۔ لیکن جیسے ہی یورپی یونین کو توڑنے کی امریکی امیدوں پر پانی پھر ا ،جیسا کہ فرانس اور ہالینڈمیں یورپی یونین کی حامی پارٹیوں کی انتخابات میں جیت سے ظاہر ہے ، تو ٹرمپ کی برطانیہ کےحق میں رائےختم ہونا شروع ہو ئی کیونکہ امریکہ چاہتا تھا کہ برطانیہ یورپی یونین کو توڑنے کےعمل کی قیادت سنبھالےاور جب برطانیہ کا بریکسٹ BREXIT فرانس اورہالینڈ میں نہیں دوہرایا گیا تو امریکہ دوبارہ برطانیہ کے بین الاقوامی مفادات کو بگاڑنے میں لگ گیا جو برطانیہ کے لیے دھچکا تھا۔ امریکہ لیبیاء میں برطانوی مفاد کو نظر انداز کرکے اپنےمصری ایجنٹ سیسی کو لیبیا میں ہفتر کی حمایت کے لیے اکسا رہا ہے اورمزید دھچکا دینے کے انداز میں امریکہ نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے قطر پر دباؤ ڈالا جو عر ب اور مسلم خطے میں برطانیہ کا ہراول دستہ ہے"۔ختم

چنانچہ ان سب حالات نے ٹرمپ کو طیش دلایا اورپھراس نےسعودی عرب کا دورہ کیا اور وہاں اس نے ریاض سربراہی اجلاس بلایا اور پھرقطر کےبائیکاٹ کے ذریعہ برطانیہ پر ضرب لگائی ۔

4۔ اب برطانیہ کے لیے ضروری ہوگیا تھا کہ اس خطے میں چند امریکی مفاد ات میں رکاوٹ ڈالی جائےچنانچہ برطانیہ نے فیصلہ کیا کہ برزانی کو دعوت دے کہ وہ ریفرنڈم کروائے تاکہ امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کو پریشانی میں ڈالا جاسکے۔ برطانیہ صرف امریکہ کی راہ میں روڑے اٹکا سکتا ہے کیونکہ کھلے عام امریکہ کا سامنا کرنے کی اس میں استطاعت نہیں ہے البتہ وہ امریکہ کو طیش د لانے اور رکاوٹیں کھڑی کرنے کا کام کرسکتا ہےبالخصوص جب اس کومناسب سازگار حالات اورموزوں حربہ میسر آجائے جو کردستان کے ریفرنڈم کی شکل میں اس کےہاتھ آیا۔ برطانیہ کی نظریں جمی تھیں کہ برزانی برطانیہ کے طے کردہ لائحہ عمل پر پوری طرح چلتا ہےکیونکہ موجودہ صورتحال امریکہ اور اس کے ایجنٹوں ترکی، ایران ، ملک شام کے لیےگرم ونازک ہےکیونکہ وہاں مسلح کاروائیاں جاری ہیں ۔ چنانچہ برزانی ریفرنڈم کے لیے اصرارکرتا رہا اور برطانیہ نے ریفرنڈم کی حمایت میں پروپیگنڈا چلایاکہ وہ کردوں کے لیے کردستان میں ایک آزاد ریاست حاصل کرکے رہے گا ، اوربرطانیہ نے یہ سب اپنے مفاد کے لیے کیا نہ کہ کردوں کے مفاد کے لیےجس طرح برطانیہ ہمیشہ مکار ی اور دھوکہ دہی کرتا رہا ہے اور کردوں کے ساتھ اس کی مکاری و دوھوکہ دہی کی ایک پرانی تاریخ رہی ہے۔اور ہم نےیکم اپریل2009 کو ایک سوال کے جواب میں بیان کیا تھا کہ:

"برطانیہ نے محمود الحفیظ سے 1919 میں وعدہ کیا تھا کہ سلیمانیہ میں عثمانی فوجوں کے خلاف لڑنے کے عوض میں وہ ان کو ایک کرد ریاست بنا کردے گااور پھر الحفیظ کےلڑاکوں نے اپنے عثمانی بھائیوں کے خلاف لڑائی لڑی اور ان کو نکال باہر کیا البتہ بعد میں برطانیہ نہ صرف اپنے وعدہ سے مکرگیا بلکہ اس نے الحفیظ کو اپنی نوآبادیات ہندوستان میں جلا وطن کردیا تھا۔ دوبارہ سے پھر1920 میں سویرے معاہدہ(Sèvres treaty) میں برطانیہ نے عثمانی ریاست کے سامنے مانگ رکھی تھی کہ اس میں کردستان ریاست سے متعلق شق شامل کرے جس کا مقصدصرف خلیفہ وحیدالدین کی پریشانی بڑھانا تھا اوراس معاہدے میں خلیفہ کا وفد مذاکرات کررہا تھا۔ جب برطانیہ خلافت کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہوگیا اورپھر اپنے ایجنٹ مصطفی کمال کو اس نے اقتدار پرریپبلک آف ترکی کے صدر کے طور پر بٹھادیا اور اس کے ساتھ جب برطانیہ نے 1924 میں لوزین معاہدہ *Lausanne treaty* کیا تو برطانیہ نے کرد ریاست کی شق کو اس میں شامل کرنے سےانکارکردیاکیونکہ برطانیہ اب اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوچکاتھا جو بلاشبہ خلافت عثمانیہ کو تباہ کرنا تھا۔ چنانچہ اب وہ وعدہ اب اپنی وقعت کھو چکا تھا اور یہ برطانیہ ہی تھا جس نے کردستان کےقومی نعروں اور جذبات کو بھڑکایا تھا اورپورے خطے میں دیگر قومی اُمنگوں کو بھڑکانے کا کام کیا تھا اوریہ برطانیہ ہی تھا جس نےاپنے مقاصد کے لیے ان جذبات کو استعمال کیا اور ان کو اسلامی ریاست کی فوجوں کے خلاف لڑنےاور بغاوت کے لیے ابھارا تھا تاکہ برطانیہ کو اس کا مقصد حاصل ہوجائے۔ اس کے بعدبرطانیہ سے تعاون کرنے والے ایسے سارے عناصر کو اس نے اپنے ایجنٹ کے طورپراستعمال کیااور ان کو مختلف علاقوں کے اقتدار پر حاکم اور سربراہوں کی طرح بٹھایا"۔۔۔۔ختم ۔ اس طرح برطانیہ ہمیشہ مکاری اور دھوکہ دہی کرتاآیا ہے۔

5۔برزانی نے 25ستمبر2017 کو ریفرنڈم کرانے پر اصرارکیا تاکہ ایک ریاست اس کے ہاتھ آجائےاوراس نے بین الاقوامی اور علاقائی مواقف کی پرواہ بھی نہیں کی جو ریفرنڈم کی نفی میں ہے بلکہ خوددیگر کردوں کی پرواہ بھی نہیں کی جو اس کے حق میں نہیں تھےبلکہ اس نے بیان دیا کہ:" کردستان کےعلاقے نے بدھ کے روز دوبارہ پرزور طور پر25ستمبر کوطے شدہ عراق سے علیحدگی کے ریفرنڈم کو ملتوی یا منسوخ کرنے کو مسترد کیا ہے، باوجود یکہ عالمی اور علاقائی کاروائی جاری رہی تاکہ اربل کو ریفرنڈم کروانےسے روکےاورباوجودیکہ بغداد کی مرکزی حکومت نے اس ریفرنڈم اور اس کے نتائج کو منظور کرنے سے انکار کیا ہے "۔

کرد علاقے میں ریفرنڈم کی خاطربنائی گئی سپریم کونسل کے ایک اجلاس میں بحث کےدوران وفاقی صدرمسعود برزانی نےریفرنڈم کے موضوع پر کرد وفد کے دورہ بغداد کے نتائج پر گفتگو کی اورساتھ ہی پرسوں ماٹس کے ساتھ اربل میں ہوئی برزانی کی بات چیت کے نتائج پر گفتگو کی گئی ، برزانی کے مشیر نے بتایا کہ : صدرمسعود برزانی نے کہا کہ ریفرنڈم کوکسی صورت میں ملتوی نہیں کیا جائے گااوراس کے طے کردہ شیڈول کے مطابق 25 ستمبر یعنی 2ذوالجہ 1438 ہجری کوکیا جائےگا-(24 August 2017 CE - Dubai – al-arabiya.net)۔ اوریہ اس کے باوجود ہے کہ ریفرنڈم کے تعلق سے بین الاقوامی اور علاقائی نامنظوری و مخالفت مکمل طور پر واضح ہوچکی تھی:

ا۔امریکہ نے پہلے دن سے ہی ریفرنڈم کو نامنظور کردیاتھا جب برزانی نے ریفرنڈم کروانے کا اعلان کیا تھا ، جب برزانی نے 7 جون2017 کو اعلان کیا تھا کہ 25 ستمبر کو آزاد خودمختارکرد ریاست کے قیام کے لیے عراق کے کرد علاقوں میں ریفرنڈم کروایا جائے گا ۔ امریکہ نےبین الاقوامی اتحاد کی جانب امریکی صدارتی سفیر برٹ میک گرک (Bert McGurk)کے ذریعہ اپنا ردعمل دیا : "ہم نہیں سمجھتے کہ ستمبر میں ریفرنڈم ہونا چاہیے کیونکہ یہ غیر مستحکم کرسکتا ہے، اتنے تیزرفتار ٹائم لائن میں متنازعہ علاقوں میں ریفرنڈم کروانا، ان کوبڑے پیمانے پر غیر محفوظ کرے گا"۔(AFP, 8/6/2017)

حال ہی میں11 اگست2017 کو امریکی سیکریٹری خارجہ ریکس ٹلرسن نےکردستان علاقہ کےصدر مسعود برزانی کے ساتھ فون پر بات چیت کرکے ظا ہر کیا کہ :"واشنگٹن کی خواہش ہے کہ علاقہ کی آزادی وخود مختاری کے ریفرنڈم کو ملتوی کیا جائے ا ور وہ حمایت کرتا ہے خطے اور بغداد کے درمیان بات چیت کو جاری رکھنے کی حمایت کرتا ہے "۔ امریکہ نے22 اگست2017 کواپنے سیکریٹری دفاع جیمس میٹس کو بغداد روانہ کیا تاکہ عراقی وزیراعظم عبادی سے ملاقات کرےاور پھر اربل جاکر برزانی سے ملاقات کرےاورپھرترکی جاکر انقرہ میں اردوان سے 23 اگست2017 کو ملاقات کرے جوخطے میں فعال امریکی ایجنٹ ہےاور اس کو حرکت میں لائے۔

ب۔علاقائی ریاستیں جو امریکہ کی وفادارہیں انہوں نے بھی ریفرنڈم کو مستردکیا ہے۔۔۔۔عراقی وزیراعظم سعد الحدیثی کے ترجمان نے بتایا کہ "عراق کے مستقبل سے متعلق کوئی بھی فیصلہ دستوری عبارتوں کے لحاظ سے کیا جائے گا کیونکہ یہ عراق کے متعلق فیصلہ ہے، عراق کے دستور کے مطابق عراق ایک جمہوری ، وفاقی اور مکمل خود مختار ملک ہے اور تمام عراقیوں کو اپنے مادروطن کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا پوراحق حاصل ہےاور کوئی بھی فریق دوسرے فریقوں کے بغیر اس کا مستقبل تنہا ء طے نہیں کرسکتا" ۔ Free American 9/6/2017))

ترکی نے پہلے دن سے ریفرنڈم اور کردستان کے علاقے کی خودمختاری کے متعلق اپنی مخالفت کا اعلان کیا ہےچنانچہ ترک وزیر خارجہ نے ایک بیان جاری کیا اور اس میں صوبے کی صدارت کے فیصلے کو اس طرح بیان کیا: "ایک فاش غلطی اورجو عراق کے اتحاد اور علاقائی سالمیت کو خطرے میں ڈالتا ہے"(Free American 9/6/2017)۔ اردوان نےامریکی سیکریٹری دفاع جیمس میٹس کے ساتھ ملاقات کے بعد اعلان کیا کہ :"ریفرنڈم کا فیصلہ غلط ہے"(Al-Jazeera 24/8/2017)۔۔۔"اوراسی طرح ایران نےبھی 11 جون 2017 کوریفرنڈم کے اعلان کے فوراً بعد اپنا اعلان جاری کیا کہ وہ ستمبر میں عراق کے کردستان میں ہونے والے ریفرنڈم کی بھر پورمخالفت کرتا ہےاور زوردیا کہ ایران کا موقف عراق کی علاقائی سالمیت کے متعلق پوری طرح واضح ہےاور ایرانی خارجہ وزارت کے ترجمان بہرام قاسمی نے کہا کہ "یک طرفہ اور بڑاگہرااثر رکھنے والافیصلہ ہے جو قومی اور قانونی میزان سے جڑا ہوا ہےاس سے مزید مسائل پیدا ہوں گے اور امن وتحفظ کی بدترین صورت حال کا خطرہ پیدا ہوگا "(15/6/2017 <http://afkarhura.com)۔> دی فری آئیڈیا ویب سائٹ http://afkarhura.com/?p=6839نے 7 ستمبر کو ایرانی شوری کونسل کے صدر کا ایک بیان جاری کیاجس میں انہوں نے کہا کہ "بین الاقوامی معاملات میں اسلامی شوری کونسل کے صدرحسین عامر عبداللہ عیان نے تصدیق کی کہ عراق کے کردستان میں ریفرنڈم نئے بحران پیدا کرے گا"۔

مزید یہ کہ امریکہ کے وفادار کردستان میں بھی موجود ہیں جس میں کرد غوران تحریک (the Change Party، تبدیلی کی تحریک) اورطالبانی کی نیشنل یونین پارٹی بھی شامل ہے۔غوران تحریک نے ریفرنڈم کی مخالفت کی ہے۔تحریک کے ممبر ہوشیارعبداللہ نے کردستان پارلیمنٹ میں کہا کہ "تبدیلی کی تحریک اب بھی اس رائے کی قائل ہےکہ ریفرنڈم کا وقت موزوں نہیں ہےاور یہ مسعود برزانی کا ذاتی اور طرفداری کا ایجنڈا ہے"اور اس پر زور دیا کہ" کردستان ڈیموکریٹک پارٹی KDP مہرا ہے کھلاڑی نہیں ہے "(Elaph, 5/8/2017)۔ مزیدریپبلک آف عراق کے صدرفواد معصوم نے بھی ریفرنڈم کو مسترد کیا ہے جو طالبانی کے نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی سے ہےاور کہاکہ:"صدارت کردوں کے کاندھوں اور ووٹ کے ذریعہ حاصل ہوئی ہےاور ان کےخون کے ایک قطرہ اوردی گئی قربانیوں کے برابر بھی نہیں ہےاور وہ"معصوم" کو اجازت نہیں دیں گےکہ اپنی ریاست قائم کرنے کے ان کے خواب کو توڑے اور ریفرنڈم کے دن بتادیں گے"۔ کردستان ڈیموکریٹک پارٹیKDP نے اپنا بیان جاری کرکے معصوم کے بیان کو بڑا خطرناک بیان قرار دیاجو دنیا کے ممالک کو غلط پیغام بھیجے گا اور ریفرنڈم کے نتائج کو بے وقعت اوراس کو گھٹائے گا، (پچھلے ذرائع سے) ۔

اس علاقائی اوربین لاقوامی مخالفت کے باوجودبرزانی نے ریفرنڈم کروانے پر اصرار کیا اور اعلان کیا کہ وہ اس کوایک منٹ کے لیے بھی ملتوی نہیں کرے گاجیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور یہ سب اس لیے ہوا کیونکہ اس ریفرنڈم کی لگام برطانیہ کے ہاتھ میں ہےجیسا کہ ہم نے صورت حال کے جائزہ لینے کے دوران اس کوظاہر کردیاہے۔

6۔ اب جبکہ ہم نے ریفرنڈم سے جڑے حالات کا جائزہ اس پر اثرانداز مختلف عناصرکے ہمراہ لےلیا ہےتو ہم اب اس ریفرنڈم سےلگائی جانے والی امیدوں کے متعلق جواب دے سکتے ہیں ، جوزیادہ متوقع ہےاورہمارےبیان کی روشنی میں اس طرح ہے:

ا-کسی بھی صورت حال میں متوقع نہیں ہے کہ کردوں کی ایسی ریاست قائم ہوپائےگی جو قانونی طور پر ریاست کا درجہ رکھتی ہو کیونکہ عراق کے لیے موجودہ امریکی منصوبہ اس کو ایک وفاقی ریاست بنا کر رکھنا ہے جس میں وفاقی علاقے مرکز سے ایک کمزور تعلق سے جڑے ہوں جس کا مطلب ہے کہ عملی طور پردونوں کی حکومتی انتظامیہ کے درمیان علیحدگی ہوگی لیکن سرکاری طور پر عراق مختلف علاقوں پر مشتمل ایک وفاقی ریاست ہوگااور 2003 سے اس پر قبضے کے بعد سےعراق کے لیےیہی امریکی منصوبہ رہا ہےاور اس دوران امریکہ اس کی تقسیم اور ٹوٹ پھوٹ کے بیج بوتا رہا ہے۔ فی الوقت سرکاری طور پر ا نہیں الگ ریاست قرارنہیں دیاجاتا ہے لیکن وقت آنے پر کیا جائے گا۔ پال بریمر نے،جو عراق کا امریکی گورنر تھا، اس کے بعد عراق کی وفاقی حکومت کے لیے دستور بنایااوراس طرح مضبوط ریاست کا درجہ رکھنے والے مرکزی اقتدارکی عراقی ریاست کا خاتمہ کرکےایک کمزور ریاست بنادیا گیا جہاں وفاقی حکومت کومرکزی حکومت کے مقابلے مستحکم کیا گیاتاکہ عراق کومستقبل میں توڑپھوڑ کے لیے تیار کیا جاسکےجس کا وقت اور حالات امریکی مفادکے مطابق طے ہوگااور یوں امریکہ بھی عراق کو سرکاری طور پر مختلف ریاستوں میں تقسیم کرنے کے لیےتیارہے۔ جہاں تک موجودہ صورتحال ہے تو فی الوقت امریکہ عراق کو مرکز سے کمزور تعلق رکھنے والی وفاقی ریاست بناکر رکھنا چاہتا ہے۔

اس طر ح موجودہ امریکی پالیسی عراق میں مختلف ریاستوں کی موجودگی نہیں بلکہ ایک وفاقی ریاست چاہتی ہےجو عملی طور پر منقسم ہولیکن برائے نام ایک ریاست ہو۔چنانچہ موجودہ حالات میں سرکاری طور پر عراق کی تقسیم غیر متوقع ہےالبتہ بریمر پروجیکٹ کے مطابق عراق عملی طور پرمختلف وفاقی علاقوں میں تقسیم رہے گااور وفاقی علاقوں کا اقتدار مرکزی حکومت سے زیادہ مستحکم رہے گا، کم ازکم نظر آنے والے مستقبل تک تو ایسا ہی نظرآتا ہے۔

ب- چونکہ ریفرنڈم کا اعلا ن ایک برطانوی منصوبہ ہےتاکہ جو کچھ برطانیہ کو قطر کے معاملے میں سہنا پڑا ہے اس کےلیے جال بچھایا جاسکے تاکہ امریکہ قطر کا بائیکاٹ ہٹانے میں تعاون کرے یا پھر کسی طور پر اس کے لیے آسانی پیدا کرسکے جس سے برطانیہ اپنا وقار بچاسکتا ہو تواس کے عوض میں پھر ریفرنڈم کو منسوخ کردیا جائےگا ۔

ج-امریکہ چاہے تو ریفرنڈم کو خود ہی منسوخ کرواسکتا ہے کیونکہ عملی طور پر امریکہ ہی عراق پر کنٹرول رکھتا ہےخواہ یہ منسوخی براہ راست امریکہ کی جانب سے کی جائے یا پھر کردستان میں اس کے وفاداروں کے ذریعہ کرے یا پھر ترکی اور ایران کو کردعلاقے بلکہ برزانی کے خلاف متحرک کرے خواہ اس کے لیے مادی قوت کے استعمال سےدباؤ بنانے کی ضرورت ہی کیوں نہ پڑجائے۔اسی دوران ایران کے چیف آف سٹاف محمد باقری نے ترکی کادورہ کیا جو 1979 میں جمہوریہ ایران کے قیام کے بعد پہلا دورہ تھا اور یہ دورہ15 جولائی2017 کو کیا گیا جو تین دن تک چلااور اس کے استقبال کے لیے انقرہ میں صدارتی کمپاونڈ میں اردوان نے ملاقات کی جو 50 منٹ تک چلی جیساکہ ترکی کی سرکاری اناطولیہ ایجنسی نے بتایا جو اس معاملے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ ایرانی افواج کے سربراہ کے ہمراہ ترکی کی زمینی افواج اوربارڈر گارڈ کے کمانڈر تھے جن کے ہمراہ کئی ایرانی ملٹری کمانڈر بھی تھےاور یہ سرکاری ایرانی نیوز ایجنسی IRNA نے بتایا۔ ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان بہر ام قاسمی نے ایرانی چیف آف سٹاف محمدباقری کےترکی دورے کو دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کی خاطرایک بڑا اور ضروری قدم بتایا(مہر ایرانی نیوزایجنسی -12/08/2017)۔ چنانچہ متوقع یہی ہے کہ یہ دورہ اور ملاقات اس کرد علاقے میں کسی بھی مادی قوت کے استعمال کے لیےتعاون واشتراک کو طے کرنے کے لیے تھا جو ریفرنڈم کو منسوخ کرنے یا اس کے نتائج کو غیر موثر کرنے کے لیے درکار ہو تو استعمال کیا جاسکے اوراسے اس بات کو تقویت پہنچتی ہے کہ امریکی سیکریٹری دفاع کا ترکی کا دورہ ہوا جو23 اگست2017 کو ایران کےچیف آف سٹاف کے ترکی دورے کے فوراًبعد ہواتھا۔

د-اگر امریکہ کو اس بات کا خوف ہو کہ پچھلے نقطہ (ج)کے مطابق حالات خراب ہوں گے لیکن اس ریفرینڈم سے کوئی پُراثر اور با معنی نتائج سامنے نہیں آتے تو وہ ریفرنڈم کو روکنے کی کوشش نہیں کرے گا ۔اور یہ کہ ریفرنڈم کے بعد کوئی اقدام طے نہ کیا جاسکے جس کوآزادانہ طور پر لیا جاسکے۔

7۔آخر میں یہ بڑا ہی دردناک ہے کہ اسلامی رشتہ جس کو مسلمان خواہ عرب ہو یا غیر عرب بڑے اعزاز کے طور پر دیکھتے ہیں ، اس کو کافر استعمار مسلمانوں کی زندگی سے دور کرنے میں کامیاب ہوا ہےاور اس کو سڑے گلےبدبودارتعلق سے بدل دیا گیا ہےجو مسلمانوں کی بربادی اور ان کو حصے بکھرے کرنے میں استعمال کیا گیا۔ یہ ایک ہتھیار ہےاور یہ کہ ان کے درمیان جنگ رواں ہے لیکن اخوت موجود نہیں ہے۔

قومیت ہی وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعہ امت کو ڈھا دیا گیا ہے جیسا کہ ماضی میں کل یہ اسلامی ریاست کو ڈھانے میں ہتھیار بنایا گیا تھا اور اب پھر سے کافر استعمار اس کو امت مسلمہ کی بچی کچی عمارت کو توڑنے میں ہتھیار بنا رہا ہے۔۔۔۔۔اور پھر مسلم ممالک کو بڑی طاقتوں کے لیےجنگ کا میدان بنایا جارہا ہےجس کےذریعہ سے وہ خون مسلم کی ہولی کھیلتے ہیں اور بھائیوں کو آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارنے پر اکساتے ہیں ۔ اسلام نے ان سب سے منع کیا ہےاور مسلمانوں میں اتحاداور اخوت کو لازمی فریضہ قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿**وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ**﴾

"سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو، اللہ کے اُس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے ،تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اُس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا، اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ اِن علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آ جائے"(سورۃ آل عمران: 103)۔

اور مزیداللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

**﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾**

"مؤمن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں"(سورۃ الحجرات: 10)

مزید اسلام نےمسلمانوں کے لیے عصبیت کی ہر ایک قسم کو حرام قراردیا ہےجس میں قوم پرستی ، وطن پرستی ، قبیلہ پرستی شامل ہے۔۔۔۔ عامر بن دینار نے بتایا کہ : میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا ہے: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حالت سفر میں تھے مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصارکے فرد کو لات ماری تو انصاری نے صداء لگائی ائے انصار،تو مہاجرین نے صداءلگائی ائے مہاجرین، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا"**«مَا هَذَا؟»** یہ کیا ہے؟ " تو انہوں نے کہا کہ "ائے اللہ کے رسول ، مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار کےایک شخص کو لات ماری ہے تو انصاری نے صداء دی "ائے انصار" اور مہاجر نے صداء دی " ائے مہاجرین " تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **«دَعُوهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ» "**اس کو چھوڑدو بدبودارسڑی گلی شئے ہے"( بخاری کی روایت)۔

اور ابی ملجازنے جند ب بن عبداللہ البجالی سے روایت کیا ہے جس نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **«مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ، يَدْعُو عَصَبِيَّةً، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً، فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ» "**جو کوئی اس طرح قتل ہوا کہ وہ جاہلیت کے جھنڈے تلے لڑرہا تھا، عصبیت کی طرف دعوت دے رہا تھا یاعصبیت کی مدد کررہا تھا تو وہ جاہلیت میں قتل ہوا ہے"(مسلم کی روایت)۔

اس دین کے وقار تلےاور اللہ کی نصرت کے ساتھ اوراسلام کی اخوت سے متحد رہتے ہوئےمسلمان کئی صدیوں سے رہتے چلے آئے ہیں چنانچہ اللہ کے نبی کے ساتھیوں میں ابو بکر ، عمر، عثمان و علی ، سلمان الفارسی، بلال حبشی تھے یہ سب اللہ کے بندے تھےجوآپس میں بھائی تھے اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتے تھے۔۔۔توعمر القدس میں فاتح کی طرح داخل ہوئے، صلاح الدین ؒجو کرد تھےانہوں نےالقدس کو صلیبیوں سے آزاد کرایا تھا اور عبدالحمید جو ترک تھےانہوں نے اس کو یہودیوں کے ہاتھوں ناپاک ہونے سے بچایا تھا ۔۔۔مسلمان عزت ووقاروالے ہوتے ہیں چنانچہ ہر اس شخص کو بھی ہونا چاہیے جو قلب رکھتا ہے اور جو سماعت و شعور کے ساتھ حاضر ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

**﴿إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ﴾**

"اِس (قران )میں ایک بڑی خبر ہے عبادت گزار لوگوں کے لیے" (سورۃ الانبیاء: 106)

18 ذی الحجہ 1438 ہجری

9 ستمبر 2017